Regd S. No. 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۱ ؎

اتوار

۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر ۔ عبدالقادر بی ۔ اے

جلد ۷ | ۱۴ تبلیغ ۱۳۳۳ ھش - ۱۴ فروری سنہ ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۶

سعودی عرب نے گزشتہ ہفتہ امریکہ کی فوجی امداد قبول کرنے سے کیوں انکار کیا؟

سعودی حکومت اس وقت تک انتظار کرنا چاہتی ہے کہ برطانوی مصری جھگڑا طے ہو جائے

لنڈن ۱۳ فروری ۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سعودی عرب نے امریکہ کی فوجی امداد کے سلسلے میں سعودی عرب اور امریکہ کے باہمی معاہدے کا مسودہ گزشتہ ہفتہ اس لئے مسترد کر دیا تھا۔ کہ سعودی عرب کی حکومت اس اسلحہ کی مقدار اور نوعیت سے مطلق نہیں تھی ۔ جو امریکہ پیش کر رہا تھا دونوں حکومتوں کے درمیان گفت و شنید کا سلسلہ جاری ہے ۔ ادھر سعودی عرب کے حکام کا خیال ہے۔ کہ اس اثنا میں علاقہ سویز کے متعلق برطانیہ اور مصر کے مذاکرات کسی نہ کسی نتیجے پر پہونچ جائیں گے۔ اور سعودی عرب اس قابل ہو جائے گا کہ مصر کو پریشان کئے بغیر وہ امریکی امداد قبول کرے ۔ کیونکہ موجودہ سیاسی کشیدگی کے ماحول میں امریکہ کی فوجی امداد قبول کرنے سے مصر کے ناراض ہونے کا امکان ہے کہا جاتا ہے پچھلے دنوں برطانیہ نے امریکہ پر زور دیا تھا ۔ کہ وہ عرب ممالک کو فوجی امداد بہم نہ پہونچائے ۔ کیونکہ اس کی وجہ سے اسرائیل اور عربوں کے درمیان کشیدگی کا بڑھنا لازمی ہے ۔ اس پر امریکہ نے مصر کو فوجی امداد بہم پہنچانے کے منصوبے کو سردست التوا میں ڈال منظور کر لیا لیکن وہ اس پر راضی نہیں ہوا ۔ کہ دوسرے عرب ملکوں کو بھی فوجی امداد سے محروم رکھا جائے ؛

اقوام متحدہ کے احکام کی خلاف ورزی کرنیوالے ممالک کو امریکی امداد نہ دی جائے

امریکہ کا امدادی پروگرام از سر نو مرتب ہونا چاہیئے

— امریکی ایوان نمائندگان کی سب کمیٹی کی سفارشات —

واشنگٹن ۱۳ فروری - امریکی ایوان نمائندگان کی امور خارجہ سے متعلق سب کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ جو ممالک اقوام متحدہ کے احکام کی مسلسل خلاف ورزی کر رہے ہیں انھیں امریکی امداد سے محروم کر دیا جائے ۔ سب کمیٹی نے اس سلسلے میں اسرائیل کی مثال دی ہے ۔ جو اقوام متحدہ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا رہا ہے ۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ امریکہ کو امدادی پروگرام کا از سر نو جائزہ لینا چاہیئے ۔ اور نئے سرے سے یہ پروگرام مرتب کرنا چاہیئے ۔ کمیٹی نے یہ بھی سفارش کی ہے کہ مہاجرین فلسطین کو امداد دینے کے لئے قطعی تاریخ مقرر کر دی جائے ۔ تاکہ اس سلسلہ میں مزید التوا نہ ہو ؛

کینیڈا کے وزیر اعظم کراچی آئیں گے

کراچی ۱۳ فروری ۔ کینیڈا کے وزیر اعظم اور پریوی کونسل کے صدر لوئس اسٹیفن سینٹ لارنٹ ۷ فروری کو شام کے ساڑھے تین بجے پاکستان کے ۴ روز کے سرکاری دورے پر کراچی پہونچنے والے ہیں ۔ وہ اپنے خاص طیارے پر جو دنیا بھر میں اپنی نوعیت کا واحد طیارہ ہے سفر کریں گے ؛

سرخ پوشوں سے پابندیاں نہیں ہٹائی جائینگی

پشاور ۱۲ فروری ۔ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ سردار عبدالرشید نے کہا ہے ۔ کہ صوبہ سرحد میں سرخ پوش تحریک سے پابندیاں اٹھانے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ آج انہوں نے ایک پریس کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے اس اطلاع کی تردید کی کہ سرخ پوش تحریک سے پابندی اٹھانے کے سوال پر حال ہی میں مرکزی اور صوبہ سرحد کی حکومت کے درمیان گفت و شنید ہوئی ہے ؛

پاکستان کو فوجی امداد دینے کا نظریہ ہر طرح خیر مقدم کے قابل ہے

امریکہ کے حالیہ فیصلہ پر لنڈن کے سرکاری حلقوں کا ردعمل

لنڈن ۱۲ فروری ۔ لنڈن کے سرکاری حلقوں میں امریکہ کے اس مبینہ فیصلے کا خیر مقدم کیا گیا ہے کہ حکومت امریکہ پاکستان کی فوجی ضروریات کا جائزہ لینے کے لئے عنقریب وہاں ایک وفد بھیجے گی ۔ ان حلقوں نے کہا ہے کہ پاکستان کو فوجی امداد بہم پہونچانے کا نظریہ بھارت کی شدید مخالفت کے باوجود اس قابل ہے۔ کہ اس کا خیر مقدم کیا جائے ۔ کیونکہ اس سے یہ ملک آزاد دنیا کے دفاع کو مضبوط بنانے میں حصہ لینے کے قابل ہو سکے گا ۔ وائٹ ہال کے حلقوں میں اس امر پر بھی زور دیا گیا کہ تعلقات دولت مشترکہ کے برطانوی وزیر لارڈ سوئنٹن نے گزشتہ ماہ اسی لئے اعلان کر دیا تھا کہ حکومت برطانیہ اس قسم کی امداد کے خلاف نہیں ہے ۔ ایک سرکاری ترجمان کے حوالے سے اس امر کا بھی ذکر کیا گیا کہ اس مسئلے پر حکومت امریکہ اور حکومت برطانیہ کے درمیان باقاعدہ مشورہ بھی ہو چکا ہے ۔

پاکستانی فوج کے لئے برطانوی مشیر کا تقرر

لنڈن ۱۳ فروری ۔ برطانیہ کے محکمہ جنگ نے پاکستان میں فوجی تربیت کے مشیر کے طور پر کرنل ڈی ڈی ۔ ڈی سکاٹ کی تقرری کا اعلان کیا ہے ۔ کرنل سکاٹ آجکل عارضی طور پر بریگیڈیر کے عہدے پر فائز ہیں ۔ اور مشرق وسطی کی بری افواج کے جنرل ہیڈ کوارٹر میں ڈپٹی ایڈجوائنٹ جنرل کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ۔ وہ میجر جنرل کے عہدے کا چارج لیں گے۔ رینک کے ساتھ جون ۱۹۵۴ء میں اپنے نئے عہدے کا چارج لیں گے۔

شام اور عراق کے درمیان اختلافات دور کرانے کی کوشش

بیروت ۱۳ فروری ۔ معلوم ہوا ہے کہ لبنان کے صدر کامل شمعون ذاتی طور پر شام کے صدر ادیب شیشکلی سے کہیں گے کہ شام اور عراق کے باہمی اختلافات دور کرانے کے سلسلے میں لبنان اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے تیار ہے کچھ عرصہ سے عراق اور شام کے تعلقات بہت زیادہ کشیدہ ہو گئے ہیں۔

— میڈرڈ ۱۲ فروری ۔ سپین کی وزارت خارجہ نے ہسپانوی مراکش کے سلطان کی حاکمانہ حیثیت کی کل پھر توثیق کر دی ۔ کیونکہ وزارت خارجہ نے اس ضمن میں فرانس کے تازہ ترین احتجاج کو بے بنیاد قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا ۔ فرانس نے اپنے سفیر مقیم میڈرڈ کو مشورے کے لئے پیرس طلب کیا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے بذریعہ ڈاک حسب ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔

۱۰ فروری ۔ حضور نے فرمایا "کھانسی ہے ۔ ٹھنڈی ہوا کی وجہ سے تکلیف زیادہ ہے"۔

۱۱ فروری "۔ زکام کی شکایت ہے"۔

احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعا فرمائیں ؛

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کراچی سے مہتمم ایثار و استقلال کا خطاب

کراچی ۱۳ فروری ۔ مکرم جناب چوہدری شبیر احمد صاحب مہتمم ایثار و استقلال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے جو پچھلے دنوں ربوہ سے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ کل نماز جمعہ کے بعد احمدیہ ہال میں مقامی مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے دیگر تنظیمی امور کے علاوہ تحریک جدید کی اہمیت بیان کی ۔ اور خدام کو ۲۳ فروری تک تحریک جدید کے وعدوں میں ہر قسم کی کمی کو پورا کر دینے کی تلقین فرمائی ؛

پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا ۔

روزنامہ المصلح کراچی

مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۵۷ء

احمدیت کا پیغام

کل ہم نے ان کالموں میں بتایا تھا کہ مسلمانوں کے تنزل کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس مقصد کو فراموش کر دیا۔ جو اسلام نے ان کے سامنے رکھا تھا۔ چونکہ جس مقصد کے حصول کے لئے ان کو کھڑا کیا گیا۔ وہ ہاتھ سے نکل گیا۔ تو ان میں ذہنی انتشار اور عملی پریشانی پیدا ہو گئی۔ اور اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہمارے سامنے زندگی کا کوئی مقصد نہیں رہا۔ بلکہ جدھر سیلاب زمانہ ہمارا رخ پھیرتا ہے اسی طرف بہ نکلتے ہیں۔

ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" سے دو حوالے پیش کئے تھے۔ جن میں حضور اقدس علیہ السلام نے اس مقصد کی قرآن کریم سے نشان دہی فرمائی ہے۔ جو اسلام نے مسلمانوں کے سامنے رکھا ہے۔ اور جسکو مسلمانوں نے فراموش کر دیا۔ اور تنزل کی پستیوں میں اترتے چلے گئے۔ اس مقصد کے مفقود ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی قوت علیہ بھی ماؤف ہو گئی۔ اور ان میں ذہنی انتشار اور عملی پریشانی پیدا ہو گئی۔ اور نہ صرف ان کا اسلامی تعلیم سے تعلق منقطع ہو گیا۔ بلکہ وہ قوت علیہ بھی سلب ہو گئی جس سے امور مہمہ میں کامرانی ہوتی ہے۔ اور آج خواہ وہ مراکش ہوں یا انڈونیشین ہوں یا پاکستانی سب پر ایک ہی طرح کے ادبار کی کہر مسلط ہے۔ اور اب نہ علوم میں اور نہ دوسری دنیوی ترقیوں میں ان کو اقوام عالم میں کوئی مقام حاصل ہے ؛

یہ دیکھ کر حساس لوگوں کا دل کڑھتا ہے اور وہ مسلمانوں کے تنزل کی وجوہات کی جستجو اور ان کے علاج کے لئے غور کرتے ہیں چونکہ دوسری خاصکر مغربی اقوام کے مقابلہ میں مسلمان اقوام سامانوں میں بہت پیچھے رہ گئی ہیں جس کی وجہ سے انہیں مغربی ہوشیار اور مادی سامانوں میں طاقتور قوموں نے دبوچا ہوا ہے۔ اس لئے قدرتاً ان خیر خواہوں کی نظر میں دنیوی ترقیوں کا ہی تصور پیدا ہوتا ہے۔ اور چونکہ ہم مسلمان اس لئے کہلاتے ہیں کہ ہم اسلام کی پابندی کے دعویدار ہیں۔ وہ اسلامی تعلیم پیش کر کے اس ہمہ گیر جمود کو توڑنے کے لئے جادہ تلاش کرتے ہیں۔ جو مسلمانوں کی قوت علیہ کو شل کئے ہوئے ہے۔ چنانچہ گزشتہ ۶۰ - ۷۰ سالوں کے اندر جو مصلح اور ریفارمر مسلمان اقوام میں پیدا ہوئے ہیں۔ انہوں نے اسلام کے نام پر ہی مسلمانوں کو اپیل کی ہے اور زندگی کے مختلف شعبہ جات ترقی کی طرف ان کی توجہ مبذول کرانے کی کوششیں کی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لئے تحریکیں چلائیں۔ اور کسی ایک نے ان کے سیاسی عروج کے لئے جدوجہد کی

الغرض ہر طریق سے مسلمان اقوام کو ابھارنے کی کوششیں ان سالوں میں ہوتی چلی آئی ہیں۔ اور ان سب میں مشترک چیز یہی رہی ہے کہ ان کی اپیلیں اسلام کے نام پر ہی ہوتی رہی ہیں۔ اسلام چونکہ ارتقائے حیات کے ہر پہلو میں راہ نمائی کرتا ہے۔ اس لئے ایسے مصلحین کے لئے اسلامی تعلیم میں سے اپنے مقصد کو تقویت دینے والی باتیں مل جاتی رہی ہیں۔ اور وہ ان اصولوں کو پیش کر کے اپنے اپنے نکتہ نظر کی حد تک مسلمانوں کو بیدار کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔

یہ ناشکری ہوگی اگر ہم ایسے خیر خواہ اور قومی درد رکھنے والے انسانوں کی جنہوں نے مسلمانوں کی بہبودی کے لئے مختلف اسلامی ممالک میں جدوجہد میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں تعریف نہ کریں۔ اور ان کی داد نہ دیں۔ مثلاً سر سید مرحوم نے خواہ ہمیں دینی توجیہات میں کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو۔ مگر ایک مخدوش لمحہ میں اگر وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی راہ نمائی کے لئے کھڑے نہ ہوتے تو شاید اس برصغیر سے مسلمانوں کا نام و نشان ہی مٹ چکا ہوتا۔ اسی طرح دوسرے اسلامی ممالک میں بھی کئی راہ نماؤں نے مسلمانوں کی دنیوی بیداری کے لئے قربانیاں کیں۔ اور ابھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا بلکہ چلا جاتا ہے۔ اور ان لوگوں کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے کہ آج تمام اسلامی ممالک میں علوم و فنون کا شوق اور آزادی کی روح بیدار ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ مگر جیسا کہ ہر ایک محسوس کرتا ہے مسلمان اقوام میں ابھی اس قوت عملیہ کا احیا نہیں ہوا۔ جو اسلام کے حقیقی اور ہمہ گیر مقصد کو پیش نظر رکھنے سے ہی ہو سکتا ہے۔ جس کو ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں مختصراً کل ناظرین کے سامنے پیش کر چکے ہیں

ذیل میں ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تصنیف "احمدیت کا پیغام" سے ایک ذرا طویل اقتباس درج ذیل کرتے ہیں۔ جس سے احباب کو معلوم ہوگا۔ کہ سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا مقصد اسلام کے اس حقیقی مقصد کو دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا۔ اور جماعت احمدیہ آپ کے اس کام کو سرانجام دینے کے لئے کھڑی ہوئی ہے فہو ھذا

"پس اے عزیزو! سلسلہ احمدیہ کا قیام اسی سنت قدیمہ کے ماتحت ہوا ہے۔ اور انہی پیشگوئیوں کے مطابق ہوا ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے انبیاؑ نے اس زمانے کے مطابق بیان فرمائی ہیں۔ اگر مرزا صاحب کا انتخاب اس کام کے لئے مناسب نہ تھا۔ تو یہ خدا تعالےٰ پر الزام ہے۔ مرزا صاحب کا اس میں کیا قصور ہے۔ لیکن اگر خدا تعالےٰ عالم الغیب ہے۔ اور کوئی راز اس سے پوشیدہ نہیں اور اس کے تمام کام حکمتوں سے پُر ہوتے ہیں۔ تو پھر سمجھ لینا چاہیئے کہ مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتخاب ہی صحیح انتخاب تھا۔ اور انہی کے ماننے میں مسلمانوں اور دنیا کی بہتری ہے۔ آپ کوئی نیا پیغام دنیا کے لئے نہیں لائے۔ مگر وہی پیغام جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو سنایا تھا۔ مگر دنیا اسے بھول گئی۔ وہی پیغام جو قرآن کریم نے پیش کیا تھا۔ مگر دنیا نے اس کی طرف سے منہ موڑ لیا۔ اور وہ یہی پیغام ہے کہ تمام کائنات کا پیدا کرنے والا ایک خدا ہے۔ اس نے انسان کو اپنی محبت اور تعلق کے لئے پیدا کیا ہے۔ اپنی صفات کو اس کے ذریعہ سے ظاہر کرنے کے لئے اسے بنایا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے اذ قال ربک للملآئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ (سورہ بقرہ) یس آدم اور اس کی نسل خدا تعالےٰ کی خلیفہ یعنے اس

(باقی صفحہ ۵ پر)

نجات کی طرف دوڑو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(۱) خدا تعالےٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال اس شرط پر مانگ لئے ہیں کہ وہ ان کو جنّت دے گا" (قرآن کریم) اے مومنو! کیا تم نے اپنے مالوں کا کوئی حصہ بھی تحریک جدید میں دیا ہے کہ تم خدا سے جنّت مانگ سکو؟

(۲) دُنیا میں آج خدا تعالےٰ کو قریباً ہر گھر اور ہر ملک سے نکال دیا گیا ہے۔ اے احمدی مخلصو! خدا تعالےٰ نے تم کو مقرر کیا ہے کہ خدا کو اس کے گھر میں داخل کرو۔ کیا تحریک جدید کے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیکر تم خدا کو اس کے گھر میں داخل نہ کرو گے؟

(۳) سب سے زیادہ مظلوم انسان آج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر سال لاکھوں کتب آپ کے چاند سے زیادہ روشن چہرہ پر گرد ڈالنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ اے محمد رسول اللہ کی محبت کے دعویدارو! کیا تم اس کے جواب میں اپنی جیبوں میں ہاتھ نہ ڈالو گے۔ اور تحریکِ جدید میں حصّہ لے کر اپنی محبّت کا ثبوت نہ دو گے؟

— مرزا محمود احمد —

اسلام میں تزکیۂ نفس کا مفہوم

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۵۳ء کے موقع پر مکرم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے اسلام اور تزکیہ نفس کے موضوع پر تقریر فرمائی تھی۔ ذیل میں اس تقریر کا ایک حصہ افادہ احباب کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ جس میں مکرم شاہ صاحب نے اسلام میں تزکیہ نفس کا مفہوم کے موضوع پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ اور تزکیہ نفس کے اس اعلیٰ مقام کو پیش فرمایا ہے جو اسلامی تربیت کا منتہائے مقصود ہے۔ مفصل تقریر انشاء اللہ کتابی صورت میں شائع ہوگی۔ (ادارہ)

تزکیہ نفس کے عام معنے یہ ہیں۔ نفس کو پاک صفت بنانا۔ دنیا کے ہر مذہب نے ہی اپنے اغراض و مقاصد میں تزکیہ نفس کو بڑی اہمیت دی ہے۔ اور اس مقصد کے لئے ان کی طرف سے مختلف طریق تجویز کئے گئے ہیں۔ بعض مذاہب نے نفس کو اس کی خواہشات سے محروم رکھنے کی ہدایت کی ہے۔ کھانا پینا۔ سونا کم سے کم ہو۔ لایموت ولا یحییٰ کی سی حالت رہے۔ نہ مرے نہ زندہ رہے یعنی نہ نفسانی خواہشات پورا کرنے کی سکت اس میں باقی ہو۔ اور نہ وہ گناہ کا ارتکاب کر سکے۔ شہوت جنسی کو بالکل معدوم کرنے کی غرض سے خصی تک کرانے کا بھی مشورہ دیا گیا ہے۔ تا کہ عفت کی صفت سے نفس متصف ہو۔ تزکیہ نفس کے اس طریق کو نفس کشی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ بعض مذاہب نے یہ قرار دیا ہے۔ کہ نفس بشری کے لئے یہ بالکل ناممکن ہے۔ کہ شریعت کے احکام من وعن بجا لائے۔ کیونکہ وہ اپنی فطرتی شہوات اور خواہشات پورا کرنے کے لئے طبعاً مجبور ہے۔ اس کے بغیر نہ وہ زندہ رہ سکتا ہے۔ اور نہ سلسلۂ نسل قائم رہ سکتا ہے۔ اور فطرتی شہوتوں اور خواہشوں کے لئے حد بندی تجویز کرنا کہ یہ چیز کھاؤ۔ اور وہ نہ کھاؤ۔ اور اتنی اتنی کھاؤ اور یہ بات کرو۔ اور وہ نہ کرو۔ اس قسم کی روک ٹوک اس کی طبعی خواہشات میں درحقیقت اس کو نافرمانی کے لئے راستہ کھولنا اور اسے گنہگار ٹھیرانا ہے۔ خالق نے نفس بشری کو جن شہوتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اگر نفس اپنے اس طبعی پیدائش کے مطابق چلتا ہے۔ تو اس کو چلنے دو۔ حکم احکام جاری کر کے اس کے لئے موقعہ پیدا نہ کرو۔ کہ وہ ان حکموں کو توڑے۔ اور نافرمان بنے۔ کیونکہ اگر نفس اپنی شہوات کو جیسا چاہتا ہے۔ یا موقعہ ملتا ہے۔ پورا کرتا ہے۔ تو ٹھیک کرتا ہے۔ خالق نے اسے ایسا ہی پیدا کیا ہے۔ اس سے مطالبہ کرنا کہ اپنی شہوتوں کو فلاں فلاں حالات میں پورا کر دیا نہ کرو۔ اس قسم کے اوامر و نواہی ہی درحقیقت انسان کو نافرمان بناتے اور گنہگار ٹھیراتے ہیں۔

ایسے مذاہب کے نزدیک گناہ درحقیقت شریعت کے وجود سے پیدا ہوتا ہے۔ نہ روک ٹوک ہو۔ نہ نافرمانی کا سوال پیدا ہو۔ لہٰذا شریعت جو مجموعہ اوامر و نواہی ہے۔ اس اعتبار سے بنی نوع انسان کے لئے ایک لعنت بن گئی ہے۔ کوئی نفس بشری نہیں۔ جو پورے طور پر شریعت کی پابندی کر سکے اس لئے نفس بشری پر رحم یہی ہے۔ کہ اسے اپنے طبعی حال پر آزاد چھوڑ دیا جائے۔ جب رحیم و کریم خالق نے اسے ایسا ہی پیدا کیا ہے۔ تو وہ اسے سزا کیوں دیگا۔ اگر وہ اس کی پیدا کردہ شہوات کے تقاضاؤں کو پورا کرتا ہے۔ اور ان میں اپنی لذت و خوشی محسوس کرتا ہے۔ اس کی نجات بس اس میں ہے۔ کہ وہ اپنے خداوند کے رحم پر ایمان رکھے۔ اور آزادی سے جو چاہے کرے۔

یہ دو قسم کے مذہب اپنی تعلیم میں افراط و تفریط کے دو متضاد اور متخالف سمتوں پر ہیں۔ ایک نفس کو قطعی طور پر شہوتوں سے محروم رکھنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اور دوسرا اسے آزادی کا کھلا پروانہ دیتا ہے۔ دونوں راستے خطرناک ہیں۔ اور نفس بشری کی پیدائش کی حقیقت کو نظر انداز کرتے ہیں۔ قطعی محرومی میں وہ غرض و غایت معدوم ہو جاتی ہے۔ جس کے لئے نفس بشری میں مختلف شہوتیں اور قوتیں ودیعت کی گئی ہیں۔ اور شتر بے مہار کی سی آزادی میں تزکیہ نفس تو کجا ایک بہت بڑے فساد کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ جو سوسائٹی کے امن و امان کو برباد کر دیتا ہے۔ فطرت بشری کے اعلیٰ تقاضے اس آزادی کی اجازت دینے سے انکار کرتے ہیں۔ اور اس بے راہ روی اور آزادی میں انسانی فرد کی اپنی عزت و جان اور اس کا مال و منال وغیرہ خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ نفس بشری کی سلامتی اور اسکی ترقی نہ شہوتوں سے قطعی محرومی میں ہے۔ اور نہ اسکی بے لگام آزادی میں۔

اسلام جو اپنے نام اور اپنی تعلیم میں سلامتی کا کامل پیغام اپنے اندر رکھتا ہے۔ ان دونوں افراط و تفریط کے بین بین ایک درمیانی شاہراہ تجویز کرتا ہے۔ جو کہ صراطِ مستقیم ہے۔

اس صراط مستقیم کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرماتے ہیں۔

"میں جب خدا کے پاک کلام پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کیونکر اس نے اپنی تعلیموں میں انسان کو اسکی طبعی حالتوں کی اصلاح کے قواعد عطا فرما کر پھر آہستہ آہستہ اوپر کی طرف کھینچا ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کی روحانی حالت تک پہنچانا چاہا ہے۔ تو مجھے یہ پر معرفت قاعدہ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اول خدا نے یہ چاہا ہے۔ کہ انسان کو نشست برخاست اور کھانے پینے اور بات چیت اور تمام اقسام معاشرت کے طریق سکھلا کر اسی کو وحشیانہ طریقوں سے نجات دیوے...... پھر ان کی نیچرل عادات کو جن کو دوسرے لفظوں میں اخلاق رذیلہ کہہ سکتے ہیں اعتدال پر لاوے۔ تا وہ اعتدال پا کر اخلاق فاضلہ کے رنگ میں آجائیں...... اور پھر تیسرا مرحلہ ترقیات کا یہ رکھا ہے۔ کہ انسان اپنے خالق حقیقی کی محبت اور رضا میں محو ہو جائے۔ اور سب وجود اس کا خدا کے لئے ہو جائے۔"

اسلامی تعلیم کی رو سے تزکیہ نفس وہ قابلیت ہے جس سے انسان اپنے خالق فطرت کے منشا کو سمجھ کر عین اس کے مطابق چلنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ لفظ تزکیہ کے معنے احساس کو نہایت تیز کر دینے کے ہیں۔ اس قدر تیز کہ لطیف سے لطیف اور مخفی سے مخفی پہلو اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے انسان کے دل و دماغ میں ایسے روشن ہو جائیں۔ اور اسکی قوت عملیہ اتنی بڑھ جائے۔ کہ بغیر کسی قسم کے تردد اور توقف کے شعوری یا غیر شعوری حالت میں انسان کا قدم اپنے خالق فطرت کے منشاء کے مطابق چلے۔

تزکیہ نفس کی اس تعریف کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک مشہور واقعہ واضح کرتا ہے۔ ایک جنگ میں اپنے مدمقابل کو پچھاڑتے ہیں۔ اور اس کا آخری کام تمام کرنے کے لئے جونہی آپ اس کی چھاتی پر جھکتے ہیں۔ تو وہ منہ پر تھوک دیتا ہے۔ حضرت علی رض کا ہاتھ معاً رک جاتا ہے۔ اور وہ اپنے منہ سے تھوک صاف کرنے کے لئے ایک طرف کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ کا چہرہ غصہ سے لال پیلا ہے۔ مگر ہاتھ میں سکت نہیں۔ کہ وہ اس غیظ و غضب کی حالت میں اس کا خاتمہ کر دیں۔ آپ کا مدمقابل موقعہ پا کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور حیران ہے۔ کہ علی نے آخری موقع وار کا ہاتھ سے کیوں جانے دیا۔ وہ ان سے پوچھتا ہے۔ تو حضرت علی جواب دیتے ہیں۔ کہ میں اپنے نفس کے لئے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے محض حکم کی تعمیل کی خاطر ظلم کو مٹانے کے لئے جہاد میں شریک ہوا تھا۔ لیکن ایسی حالت میں جب میں تجھے آخری ٹھکانے لگانے لگا۔ تو تو نے میرے منہ پر تھوک دیا۔ جس سے میرے نفس نے اپنی ہتک دیکھی اور اس کے جذبات ابھرے۔ اب اگر میں غصہ کی حالت میں تمہارا کام تمام کرتا ہوں۔ تو میرا یہ جہاد جو محض اللہ تعالیٰ کے لئے تھا۔ اس میں میرے نفس کا حصہ شامل ہو جاتا۔ اور وہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے نہ رہتا۔ اس لئے غصہ کی حالت میں ہاتھ کو آگے بڑھانا خدا تعالیٰ کی رضامندی کے خلاف سمجھا۔ ظاہر ہے۔ کہ انسان غیظ و غضب کی حالت میں آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ اور اسے تمیز نہیں رہتی کہ کیا کرنا چاہیئے۔ اور کیا نہ کرنا چاہیئے۔ چونکہ حضرت علی رض کا تزکیہ نفس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تربیت قدسیہ کے ماتحت اس قدر انتہائی طور پر ترقی پذیر تھا۔ آپ کی بصیرت اس قدر تیز ہو چکی تھی۔ کہ غصہ اور خنجر کی رفتار کی تیزی سے بھی زیادہ تیز۔ اس لئے اس بصیرت نے برق رفتار آناً فاناً ہاتھ کو کام تمام کرنے سے روک دیا۔ یہ وہ تزکیہ نفس ہے۔ جو اسلام چاہتا ہے۔ کہ نفس بشری میں پیدا ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی باریک سے باریک راہیں دل و دماغ میں ہر حالت غضب و محبت میں روشن رہیں۔ اور اس کے جسم کے ذرہ ذرہ میں سرایت کرنے والی ہوں۔ کہ انسان کا قدم ایک لحظہ کے لئے بھی صراطِ مستقیم سے اِدھر اُدھر نہ ہو۔

تزکیہ نفس کے مفہوم کو جو اسلام اپنے افراد میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس کی ایک اور مثال قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ آپ خوب جانتے ہیں۔ کہ کس طرح مصر کی منڈی میں بک کر عزیز مصر کے گھر میں وہ آئے۔ اچھی سے اچھی پرورش پائی۔ بڑے ہوئے۔ اور ان کا حسن اپنے جوبن پر آیا۔ جس نے عزیز مصر کی بیوی کو ان پر فریفتہ کیا۔ پھر ان کے دل کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے اسنے قسما قسم کی نعمتوں اور احسانوں سے نوازا۔ اور آخر اپنے لئے تخلیہ کا موقع پیدا کیا۔ وغلقت الابواب۔ تمام دروازے اندر اور باہر کے اچھی طرح بند کر دیئے۔ تا کسی قسم کا خدشہ اور دھڑکا باقی نہ رہے۔ عشق و محبت سے وارفتہ ہو کر یوسف کی طرف بڑھی۔ وقالت ھیت لک۔ کہ لو میں تیرے لئے حاضر ہوں۔ قال معاذ اللہ...... خدا کی پناہ آناً فاناً آپ کا یہ جواب حسن و جمال کی پری پیکر اور شہوات کے دیو کے سامنے ہمیں بتاتا ہے۔ کہ حضرت یوسفؑ تزکیہ نفس کے کس اعلیٰ مقام پر تھے۔ آپ کے باطنی اور روحانی قوٰی اس قدر تیزی اور قوت رکھتے تھے۔ کہ ایک لمحہ کے لئے بھی شہوات کو اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیا۔

نہ صرف یہ بلکہ جب عزیز مصر کی بیوی اور اس کی سہیلیوں کی فریب کاریوں کے سلسلہ کو طول پکڑتے دیکھا۔ تو خدا تعالےٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا کی۔ رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ۔ اے میرے رب قید خانہ مجھے زیادہ پسند ہے۔ اس بات سے جس کی طرف وہ مجھے بلاتی ہیں۔ گویا قید وبند کی تکالیف اور زندگی کی آزادی سے محرومی مجھے زیادہ محبوب ہے ان باتوں سے جن میں خدا تعالیٰ کی ناپسندیدگی ہے۔ آپ کی یہ دعا بدی سے انتہائی نفرت پر دلالت کرتی ہے۔ تزکیۂ نفس کی انتہائی کیفیت وہ ہے۔ جو صحابہ کرام رضؓ میں موجود تھی۔ چنانچہ قرآن مجید ان کی نسبت فرماتا ہے۔ اولٰٓئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منہ و زینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولٰٓئک ھم الراشدون۔ یعنی ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو اپنے ہاتھ سے لکھ دیا ہے۔ اور روح القدس سے ان کی مدد کی۔ اور ایمان کو تمہارے دلوں میں خوبصورت بنا دیا ہے۔ اور کفر اور فسق اور معصیت کو مکروہ کر دیا۔ یہی وہ ہیں جو راشدین ہیں یعنی روحانی طور پر بالغ ہیں۔ نیکیاں طبیعت ثانیہ ہو چکی ہیں۔ بدی سے شدید نفرت اور نیکی سے شدید محبت نتیجہ ہے تزکیۂ نفس اور اس لطیف سے لطیف ترقی یافتہ احساس کا جو نفسِ بشری میں پیدا ہو کر غضب اور محبت کی حالت میں بھی خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں سے ادھر اُدھر ہونے نہیں دیتی۔ تزکیۂ نفس کے اسی مفہوم کو ایک طرف حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے واقعہ کی مثال اور دوسری طرف حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال اچھی طرح واضح کرتی ہے۔ کہ نہ حالت طیش و غضب میں اور نہ حالتِ شہوت و محبت میں ان کی نظرِ بصیرت میں کسی قسم کا فرق آیا۔ اور نہ ان کے ذہن کا توازن بگڑا۔ اور نہ ان کے قدم صراطِ مستقیم سے ڈگمگائے۔ یہ وہ اعلیٰ مقام ہے تزکیہ نفس کا جو اسلامی تربیت کا منتہائے مقصود ہے۔

(باقی)

احباب متوجّہ ہوں

پاکستان پبلک سروس کمیشن کی طرف سے مندرجہ ذیل اسامیوں کے لئے درخواستیں طلب کی گئی ہیں:۔

(۱) Programme Organisers, Radio pakistan

تنخواہ ۲۷۰-۲۰-۴۵۰-ع-۲۵-۵۰۰۔ شرائط:۔ گریجوایٹ۔ عمر ۳۵۔

(2) Assisstant ducteorologists

تنخواہ۔ ۲۵۰-۲۰-۴۵۰-ع-۲۵-۶۰۰-۲۵-۷۵۰ شرائط:۔ سائنس گریجوایٹ۔ عمر ۲۸

(3) Public prosecutors.

تنخواہ۔ ۱۰۰۰-۵۰-۱۲۵۰۔ شرائط:۔ دس سالہ تجربہ پریکٹس عمر ۵۰

(4) Welfare officers (Refugees)

تنخواہ ۲۷۰-۲۰-۴۵۰-ع-۲۵-۶۰۰ شرائط:۔ گریجوایٹ پانچ سالہ تجربہ سرکاری ملازمت عمر ۳۰ تا ۵۰۔

(5) Assisstant Divisional Engineers Telephones - تنخواہ ۲۵۰-۲۵-۵۰۰-۵۶۰-۳۰-۷۷۰-ع-۸۵۰-

شرائط:۔ ڈگری الیکٹریکل انجینئرنگ عمر ۲۰ تا ۲۵۔ فارم ہائے درخواست پاکستان سروس کمیشن کراچی لاہور رو ڈھاکہ سے ٹکٹ چسپاں شدہ واپسی لفافہ بھیجکر طلب کریں۔ اسسٹنٹ ڈویژنل انجینئرز کے لئے درخواست کی آخری تاریخ ۲۰ فروری ہے۔ اور باقی سب کے لئے ۸ مارچ۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو پاکستان ٹائیمز ۹ ۲/۵۲

(ناظر تعلیم و تربیت)

تربیتِ اولاد اور جماعت کا فرض

آج کے بچے کل قوم کے لیڈر ہوں گے اور قوم کی تمام تر ذمہ داریاں ان کے کاندھوں پر ہوں گی۔ اور جس قدر وہ مضبوط ہوں گے۔ اسی قدر وہ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے اہل ہو سکیں گے۔ کوئی زندہ قوم اس امر سے غافل نہیں ہو سکتی۔ کہ ان کی آئندہ نسل کی تربیت اس رنگ میں ہو رہی ہے۔ کہ وہ ان کی صحیح جانشین کہلا سکے۔ کسی قوم کا مستقبل اس کی نئی پود کے رنگ ڈھنگ میں پڑھا جا سکتا ہے۔ کہ ایمانداری۔ راست گفتاری جوشِ عمل اور وفا شعاری کی کس حد تک روح ان میں پھونکی جاتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:۔

"تزوجوا الولود الودود فانی مکاثر بکم۔ کہ میں دوسری اقوام سے اپنی امت کی کثرت کا مقابلہ کر کے فخر کروں گا۔ اس لئے ایسی عورتوں سے شادی کرو۔ جو کثرت سے اولاد پیدا کرنے کے لائق ہوں اور بہت محبت کرنے والی ہوں۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی محبت مراد ہے۔ کہ ان کے دل میں اللہ تعالےٰ کی بہت محبت ہو۔ اور ایسی خواتین کی اولاد انہی کے رنگ میں رنگین ہونے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کی محبت میں سرشار ہوگی۔ اور جب امت کا ہر فرد شادی کے معاملہ میں تمول کی بجائے دینداری کو ترجیح دیگا۔ تو دینداری کی رَو تمام قوم میں جاری ہو جائیگی۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے خالی افراد کی کثرت کسی نبی کے لئے باعثِ فخر نہیں ہو سکتی۔ نئی پود کی تربیت جس قدر اہمیت رکھتی ہے۔ وہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذیل کے الفاظ سے ظاہر ہے جو حضور نے ۲۶ رجولائی ۱۹۳۷ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمائے:۔

"آج تمہارے دل پر جو بھی نقش پیدا کیا جائیگا۔ وہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائیگا۔ اگر نیکی کا کوئی نقش پیدا کرے گا۔ تو نیک بنو گے۔ اگر بدی کا کوئی نقش پیدا کرے گا۔ تو بد بن جاؤ گے۔ لیکن بہرحال اس وقت کے نقش تمہاری آئندہ زندگی کو سنوار سکتے اور اسی وقت کے نقوش تمہاری آئندہ زندگی کو تباہ کر سکتے ہیں۔ اگر تمہارے ماں باپ کے پاس ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے۔ جھوٹ بولو۔ تو اس سے اسے اتنا نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ جتنا تمہیں اس وقت پہنچ سکتا ہے۔ جب تمہیں اگر کوئی کہے۔ کہ جھوٹ بولو۔ تمہارا باپ گر جھوٹ بول لیگا۔ تو اس جھوٹ کا ایک عارضی اثر اس کے دل پر پڑے گا۔ مگر تمہارے دل پر جو نقش پیدا ہوگا۔ وہ مستقل اور دائمی ہوگا۔ پس جو شخص تمہیں کہتا ہے جھوٹ بولو۔ وہ صرف تمہیں عارضی نقصان نہیں پہنچاتا۔ ایک دن یا دو دن کے لئے تمہیں تباہی میں نہیں ڈالتا۔ بلکہ مستقل طور پر تمہیں ایسے راستے پر چلاتا ہے۔ جس کے آگے تباہی ہی تباہی ہے۔ اور جس سے واپسی تمہارے لئے ناممکن ہوگی۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ خاص فضل کرے۔ اور تمہیں اپنے ہاتھ سے ہدایت کی طرف کھینچ لائے۔ پس تم کو یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ تم آج دنیا کے لئے ایک باغ لگا رہے ہو۔ جس کی وجہ سے تم پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ تمہارے باپ کی حیثیت ایک مالی کی سی ہے۔ مگر تمہاری حیثیت اس شخص کی سی ہے۔ جو باغ لگاتا ہے۔ یا تمہارے باپ کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جو مکان میں قلعی کرتا ہے۔ اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے۔ جو مکان کی تعمیر کے وقت اس کی نگرانی کرتا ہے۔ قلعی اگر خراب ہو جائے۔ تو پھر بھی کرائی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر مکان کی بنیاد غلط رکھی جائے۔ تو اس کا سوائے اس کے اور کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ کہ اس مکان کو گرا دیا جائے۔ اور پھر ایک لمبی جدوجہد کے بعد اسے صحیح بنیادوں پر قائم کیا جائے۔ پس تمہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ تمہاری مثال مالی کی سی نہیں۔ بلکہ باغ لگانے والے کی سی ہے۔ اگر باغ کا ایک پھل ضائع ہو جائے۔ تو مالی اس کی پروا نہیں کرتا۔ کہتا ہے اور بہت سے پھل موجود ہیں۔ ایک پھل کی کمی لوگوں کے لئے تکلیف کا موجب نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر باغ غلط لگایا جائے۔ اگر عمدہ پودے اور اعلیٰ بیج مہیا نہ کئے جائیں۔ تو تم سمجھ سکتے ہو کہ اس باغ کو کتنا شدید نقصان پہنچے گا۔ پس مت خیال کرو۔ کہ جو کچھ تمہارے ماں باپ نے کیا وہ زیادہ اہم ہے۔ زیادہ اہم وہ ہے جو تم کر رہے ہو۔ تمہارے ماں باپ نے جو کچھ کرنا تھا۔ وہ کر لیا۔ لیکن تم جو کچھ اب کر رہے ہو۔ اس پر آئندہ دنیا کی تعمیر ہونے والی ہے۔ پس تمہاری اہمیت ان سے بہت زیادہ ہے۔ تمہارے ماں باپ کی مثال ان فرشتوں کی سی ہے۔ جو دنیا کے کام چلاتے ہیں۔ مگر تم اپنے بچپن کی عمر میں خدا تعالےٰ کے ظل ہو۔ جنہوں نے ایک نئی دنیا پیدا کرنی ہے۔ اور جو کچھ تم آج پیدا کرو گے۔ اسی کی فرشتوں کی طرح کل نگرانی کرو گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نہایت ہی لطیف مثال دیا کرتے تھے۔ جو تمہاری اس حالت پر بہت عمدگی سے چسپاں ہوتی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ جب آموں کا موسم ہوتا ہے اور بچے آم چوستے ہیں۔ تو آموں کی گٹھلیاں زمین میں دبا دیتے ہیں۔ جن میں سے کچھ دنوں کے بعد کونپل* *نکلتی ہے۔ تب بچے کونپل سمیت آم کی گٹھلی نکال لیتے ہیں۔ اس کا چھلکا توڑ کر پھینک دیتے ہیں۔ اور اندر سے جو گٹھلی نکلتی ہے۔ اسے رگڑ کر اس کی پیپیاں بنا لیتے ہیں۔ اور سارا دن اسے بجاتے اور پِی پِی کرتے رہتے ہیں مگر فرمایا کرتے تھے کہ وہی کونپل اگر بچے نہ اکھیڑے اور آم کے پودا کو بڑا ہونے دے۔ تو کچھ عرصہ کے بعد وہ اس قدر مضبوط درخت بن جائیگا۔ کہ اگر وہ بچہ اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں سمیت بھی اسے اکھیڑنا چاہے۔ تو نہیں اکھیڑ سکے گا۔ یہی حالت آج کل تمہاری ہے آج اگر تم مستقل طور پر یہ ارادہ کر لو۔ کہ تم نے اپنے دلوں میں ایمان داخل کرنا ہے۔ تم نے جھوٹ نہیں بولنا۔ تم نے خیانت نہیں کرنی تم نے دھوکا نہیں دینا تم نے فریب نہیں کرنا۔ تم نے لڑائی اور جھگڑے سے اجتناب رکھنا ہے۔ تو چند دنوں کے اندر ہی تمہارے اندر ایک انقلاب پیدا ہو جائے۔ اور تم دنیا میں عظیم الشان کام سرانجام دینے کے اہل بن جاؤ۔ اور ایسے اعلیٰ درجہ کے اخلاق تم میں قائم ہو جائیں۔ کہ دنیا تمہارے مقابلہ میں بڑے بڑے مدبروں اور فلسفیوں کو حقیر سمجھنے لگے۔" اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اولاد کی صحیح رنگ میں تربیت کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ (بدر قادیان)

تحریک جدید میں شمولیت کے متعلق

تین اہم ہدایات

(۱) "گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہوگا۔ مگر جو شخص شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہوگا۔ کہ خلیفۂ وقت نے شمولیت کو اختیاری قرار دیدیا ہے وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائے گا۔"

(۲) "میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ذرہ بھی رکھتا ہے۔ میری اس تحریک پر آگے آئیگا۔ اور وہ شخص جو اللہ تعالےٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا۔ اس کا ایمان کھویا جائے گا۔"

(۳) "ہم تو جب کوئی بات کہیں گے محبت اور پیار سے ہی کہیں گے۔ اور اگر اس سے کوئی یہ استدلال کرتا ہے کہ حکم نہیں تو اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے احکام دینا نہ تو ہمارے اختیار میں ہے۔ اور نہ ہی ہم ایسے نفاذ کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور ایسے لوگ جو حکم تلاش کرتے ہیں۔ وہ اس جماعت میں داخلہ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ فائدہ وہی حاصل کر سکتا ہے۔ جو محبت کے تعلق کو قائم رکھے۔ اور یہ نہ دیکھے کہ کوئی بات حکماً کہی گئی ہے۔ بلکہ صرف یہ دیکھے کہ جس سے پیار ہے۔ اس کی بات کو وزن دینا ضروری ہے۔ اور اس کے نقش قدم پر چلنا لازمی ہے۔" (فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

پس اے جماعت کے خوش نصیب مجاہدو اپنے آقا کی فرمودہ تینوں باتوں کو اچھی طرح پڑھ لو۔ پوری طرح سوچ لو۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ گذشتہ نومبر کے آخر میں اپنے جان نثار اور محبت رکھنے والے غلاموں سے اگلے سال کیلئے قربانیوں کا مطالبہ فرما چکے ہیں۔ اب اس رنگ میں اپنے خادمانہ اور عاشقانہ جذبات دکھلانے کی کوشش کرو کہ پیارے آقا کے ہونٹوں کی جنبش کے ساتھ ہی والہانہ لبیک سے آسمان پر فرشتوں کو اور زمین پر مخلوق کو حیرت میں ڈال دو۔ اور کوشش کرو۔ کہ کوئی جماعت میں داخل ہونے والا بھائی شمولیت سے محروم نہ رہ جائے۔

اے پاں بکوشید برائے حق بکوشید

(وکیل المال ثانی تحریک جدید ربوہ)

زندگی کا بیمہ کرانا منع ہے

ایک دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور لکھا تھا:۔

"مارچ ۱۹۰۰ء میں میں نے اپنی زندگی کا بیمہ واسطے دو ہزار روپیہ کے کرایا تھا بشرائط یہ تھیں کہ اس تاریخ سے تا مرگ ہے بعد چندہ کے ادا کرتا رہوں گا۔ تب دو ہزار روپیہ بعد مرگ میرے وارثان کو ملیگا اور زندگی میں یہ روپیہ لینے کا حقدار نہیں ہونگا اب تک تقریباً میں نے مبلغ چھ سو روپیہ بیمہ کرنے والی کمپنی کو دے دیا ہے۔ اب میں اگر اس بیمہ کو توڑ دوں۔ تو بموجب شرائط اس کمپنی کے صرف تیسرے حصے کا حقدار ہوں۔ یعنی دو صد روپیہ ملے گا۔ اور باقی چار صد روپیہ ضائع ہو جائے گا۔ مگر چونکہ میں نے آپ کے ہاتھ پر اس شرط کی بیعت کی ہوئی ہے۔ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اس واسطے بعد اس مسئلہ کے معلوم ہو جانے کے میں ایسی حرکات کا مرتکب ہونا نہیں چاہتا جو خدا اور رسول کے احکام کے برخلاف ہوں۔ اور آپ حکم عدل ہیں۔ اس واسطے نہایت عجز سے ملتجی ہوں کہ جیسا مناسب حکم ہو۔ صادر فرمایا جائے تاکہ اس کی تعمیل کی جائے۔"

جواب:۔ اس کے جواب میں حضرت اقدس نے فرمایا کہ زندگی کا بیمہ جس طرح رائج ہے۔ اس کے جواز کی ہم کوئی صورت بظاہر نہیں دیکھتے۔ کیونکہ یہ قمار بازی ہے۔ اگرچہ وہ بہت سا روپیہ خرچ کر چکے ہیں۔ لیکن اگر وہ جاری رکھیں۔ تو یہ روپیہ ان سے اور بھی زیادہ گناہ کرائے گا۔ ان کو چاہیئے کہ آئندہ زندگی میں گناہ سے بچنے کے لئے اس کو ترک کر دیویں۔ اور جتنا روپیہ اب واپس مل سکتا ہے۔ وہ واپس لے لیں۔"

(البدر ۱۹ اپریل ۱۹۰۸ء)

احباب جماعت کو چاہیئے۔ کہ ان مسائل سے خود بھی واقفیت رکھیں۔ اور دوسرے احباب کو بھی واقف رکھیں۔

المصلح ۲۲ نومبر میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے فیصلہ کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ شائع کیا جاتا ہے۔ (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

صدر انجمن احمدیہ کی قابل فروخت جائدادیں

صدر انجمن احمدیہ اپنی مندرجہ ذیل جائدادیں جو اس کی ملکیت و مقبوضہ ہیں فروخت کرنا چاہتی ہے۔ مقامی احباب جماعت سے درخواست ہے۔ کہ جو اصحاب ان جائدادوں کو خرید سکتے ہوں۔ وہ اپنی پیشکش اولین فرصت میں بھجوا دیں۔ اور جو اصحاب خود نہ خرید سکتے ہوں وہ خریدار پیدا کرکے ان جائدادوں کی فروخت میں امداد فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) اراضی موقعہ موضع لاڑ والہ ضلع سیالکوٹ رقبہ قریباً ۸ مرلہ ۔ ۲ کنال

(۲) اراضی واقعہ موضع بستی بزدار ضلع ڈیرہ غازی خان رقبہ قریباً ۔ ۲۱ کنال

(۳) اراضی سکنی واقعہ موضع کہوٹہ ضلع راولپنڈی۔ رقبہ قریباً ۱۹ مرلہ

(۴) اراضی واقعہ چک نمبر ۶۶/۵-ایل نزد شہر منٹگمری رقبہ قریباً ½۲ مربعہ۔ یہ رقبہ نہری ہے

(۵) اراضی سکنی واقعہ محمد نگر لاہور متصل احمدیہ مسجد محمد نگر رقبہ قریباً چھ مرلہ

(۶) اراضی واقعہ پشاور شہر متصل پختہ سڑک سرکی گیٹ رقبہ بیس کنال

(۷) اراضی چک نمبر ۲۶۹ رکھ برانچ نزد ڈجکوٹ ضلع لائل پور نہری رقبہ تیرہ ۱۳ ایکڑ

(۸) اراضی چک نمبر ۹۲ رکھ برانچ نزد ڈجکوٹ ضلع لائلپور نہری رقبہ قریباً ۱۱ ایکڑ۔ اکٹھے رقبہ کے خریدار کو

(۹) اراضی واقعہ دیہہ ڈھٹو و دیہہ بن موسومہ نواب کوٹ فارم تحصیل عمرکوٹ ضلع میرپور خاص سندھ — نہری رقبہ قریباً ۵ گھنٹہ ۔۔ ۴۳ ایکڑ

(۱۰) اراضی سکنی ۱۶۲۵ مربعہ گز پلاٹ نمبر ۳۵ گارڈن ویسٹ کراچی

(۱۱) اراضی واقعہ چکوال متصل مسجد احمدیہ رقبہ قریباً دس مرلے۔

(خاکسار شیخ محمد الدین مختار عام صدر انجمن احمدیہ ربوہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ)

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے

۱۳ر جولائی کی کنونشن دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کو توڑنے کیلئے منعقد کی گئی تھی

گڑبڑ میں مجھے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ چیف سیکرٹری ہوم سیکرٹری اور آئی جی پی وزیر اعلیٰ سے مشورہ کرنے کے سوا کچھ نہیں کیا

تحقیقاتی عدالت میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سید اعجاز حسین شاہ کا بیان

(گزشتہ سے پیوستہ)

لاہور ۱۶ر جنوری۔ سید اعجاز حسین شاہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے فسادات پنجاب تحقیقاتی عدالت میں جو بیان دیا اس کا آخری حصہ درج ذیل ہے:۔

حکومت پنجاب کے وکیل مسٹر فضل الٰہی کی تجویز پر عدالت نے ان سے پوچھا:۔

سوال:۔ جب ۲۶ اور ۲۷ر جولائی کو صوبائی مسلم لیگ کا اجلاس ہوا تھا۔ تو کیا آپ نے اس دفعہ کے نفاذ کے متعلق ہوم سیکرٹری۔ چیف سیکرٹری یا وزیر اعلیٰ سے مشورہ کیا تھا۔ جواب:۔ جب مجھے صوبائی مسلم لیگ کے دفتر میں بلایا گیا تو میں اس وقت اپنے مکان پر تھا۔ میں نے وہاں پر ایک بہت بڑے مجمع کو اکٹھا پایا اور دیکھا کہ صورت حال خطرناک ہو رہی ہے اس لئے میں نے اس وقت ایس۔ ایس۔ پی کے سوا باقی سب سے مشورہ کئے بغیر دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی (عدالت سے) سوال تقسیم کے بعد سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں یا ڈپٹی کمشنروں کو کون سے فرائض تفویض کئے گئے۔ جواب:۔ بہت سے فرائض مثال کے طور پر مہاجرین کے آنے سے پیدا شدہ مسائل اور ممتاز شخصیتوں کا استقبال۔ سوال:۔ کیا ممتاز شخصیتوں کے استقبال کا کام آپ کے عام فرائض میں خلل ڈالتا ہے۔ جواب:۔ جی ہاں۔ سوال:۔ مہینے میں اندازاً آپ کو کتنی مرتبہ استقبال کے ایسے فرائض ادا کرنا پڑتے ہیں۔ جواب:۔ پانچ یا چھ دفعہ سوال:۔ کیا ایسے استقبال میں شرکت کے متعلق آپ کو تحریری ہدایات ہیں۔ جواب:۔ جی ہاں۔ اور ہر موقع پر میں چیف سیکرٹری سے بھی حکم حاصل کرتا ہوں سوال:۔ ۲۷ر فروری کو یا اس کے بعد آپ کو سب سے پہلے یہ کب بتایا گیا۔ کہ صورت حال سے سختی کے ساتھ نپٹنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور پہلی دفعہ تحریک سے نپٹنے کے لئے بعض اقدامات کرنے ہیں۔

جواب:۔ مجھے صحیح طور پر یاد نہیں۔ سوال:۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے کون سے فرائض تھے جو عملی طور پر چیف سیکرٹری یا ہوم سیکرٹری یا آئی جی پولیس نے سنبھالے ہوئے تھے۔ جواب:۔ یہ واقعی معمول کے خلاف تھا کہ ہوم سیکرٹری تھانے میں آکر نظم و ضبط سے متعلقہ امور پر غور کرنے والے اجلاس کی صدارت کرے۔ سوال:۔ کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ گڑبڑ کے دنوں میں آپ دفعہ ۱۴۴ کے تحت ضلع، ہوم سیکرٹری، چیف سیکرٹری یا آئی۔ جی۔ پی سے مشورہ کئے بغیر کوئی حکم نافذ کر سکتے تھے؟ جواب:۔ اس قسم کے اقدام سے پہلے میں نے اعلیٰ حکام سے سیاسی نقطۂ نظر سے مشورہ کرنے کے متعلق غور کیا۔ سوال:۔ آپ نے کہا کہ ۱۳ر جولائی کی کنونشن دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کو توڑنے کے لئے منعقد ہوئی تھی۔ بحیثیت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آپ نے مقدمہ نہیں چلایا؟ جواب:۔ میں نے ایس۔ ایس۔ پی سے مناسب اقدام کے لئے کہا تھا۔ انہوں نے ڈی۔ آئی۔ جی کو مجھ سے مشورہ کا حوالہ دیا تھا۔ سوال:۔ کیا ۵ جولائی کے فیصلوں نے آپ کو کنونشن کے خلاف کارروائی سے نہیں روکا تھا۔ جواب:۔ ۵ر تاریخ کی منظور شدہ قراردادوں کے متعلق انفرادی طور پر میرا کوئی خیال نہیں۔ سوال:۔ کیا گڑبڑ کے دنوں میں آپ کو یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری یا آئی۔ جی۔ پی نے وزیر اعلیٰ سے مشورہ کرنے کے سوا کچھ نہیں کیا۔ جواب:۔ جی ہاں درحقیقت مجھے معلوم تھا کہ وہ وزیر اعلیٰ سے ہدایات حاصل کر رہے ہیں۔ سوال:۔ کیا ۲۸ فروری یکم مارچ اور ۲ر مارچ کو جو جلوس نکلے کیا انہوں نے کوئی گڑبڑ پیدا کی؟ جواب:۔ ۲ تاریخ کے جلوس کے علاوہ دوسرے جلوسوں نے نہیں کی تھی۔ سوال:۔ کیا اس بات کی آپ کو قبل از وقت اطلاع تھی کہ مولانا اختر علی خاں ۲ تاریخ کو بہت بڑے جلوس کی قیادت کر رہے ہیں؟ جواب:۔ نہیں۔ سوال:۔ آپ نے بیان کیا کہ ۵ تاریخ کو آپ نے جو کانفرنس منعقد کی تھی۔ اس میں کوئی شخص بھی اپیل کرنے پر آمادہ نہیں تھا۔ بلکہ ہر آدمی نے کہا تھا کہ وہ اپنے علاقہ میں اپنا رسوخ استعمال کرے گا۔ کیا آپ ان میں سے کسی پر اعتبار کرتے تھے؟ جواب:۔ میں نے ان کے اظہار کو خلوص پر مبنی سمجھا تھا۔ سوال:۔ کیا آپ نے ان مجسٹریٹوں کا روزنامچہ تیار کر رکھا تھا۔ جو فوج کی گشت کے ساتھ جایا کرتے تھے؟ جواب:۔ ایسی کوئی فہرست تیار کرسکنا ممکن نہ تھا۔ ڈیوٹی صبح شام زبانی لگائی جاتی تھی۔ پولیس سٹیشن پر مجسٹریٹوں کا جو اجلاس منعقد ہوتا تھا۔ ان کا کوئی ریکارڈ تیار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ سوال:۔ جن مجسٹریٹوں کو ڈیوٹی پر متعین کیا جاتا تھا۔ کیا انہوں نے اس قسم کی رپورٹ پیش کی کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ جواب:۔ نہیں وہ اپنے تاثرات ہر روز اجلاس میں پیش کیا کرتے تھے۔ سوال:۔ گورنمنٹ ہاؤس میں ۵ یا ۶ر تاریخ کو جو فیصلے ہوئے تھے۔ کیا آپ کو ان سے معلوم ہوا تھا کہ فائرنگ پر پابندی عائد کر دی جائے؟ جواب:۔ نہیں ۶ تاریخ کی صبح کو مجھے ایس ایس پی نے بتایا تھا کہ پولیس کو احکام ملے ہیں۔ کہ فائرنگ پر پابندی عائد کر دی جائے۔ وہ اس پر شکایت کر رہے تھے۔ کوتوالی میں انسپکٹر پولیس نے بھی مجھ سے پوچھا تھا۔ اس قسم کی کوئی اطلاع نہیں۔ اور انہیں معمول کے مطابق اپنے فرائض کو سرانجام دینا چاہیئے۔ سوال:۔ فوج کی مانگ کے متعلق ہوم سیکرٹری کے مراسلہ کے مطابق آپ کو بیان کرنا چاہیئے تھا۔ کہ آپ کو کتنے فوجی دستے درکار ہوں گے اور وہ کہاں کہاں متعین کئے جائیں گے۔ کیا آپ نے بتایا تھا۔ کہ تعداد میں کتنے دستوں کی ضرورت ہوگی؟ اس کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ ۳ر مارچ کی صبح کو کافی تعداد میں دستے میرے سپرد کر دیئے گئے تھے۔ اور ہم نے پہلے ہی گشتوں کے لئے انتظامات کر لئے تھے۔

(مکمل)

بقیہ صفحہ
مسٹر نذیر احمد کی بحث

اور مسٹر عزیز احمد کراچی سے لاہور آئے۔ ۶ر مارچ کو پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ میاں ممتاز دولتانہ سے ملے۔ اس کے بعد میاں دولتانہ اپنے بیان مورخہ ۶ مارچ سے منحرف ہوتے۔ اور وہاں ۹ر مارچ کو نیا بیان دیا۔ جس میں انہوں نے تحریک کے لیڈروں پر الزام لگایا کہ ان کی سرگرمیاں پاکستان کے خلاف معاندانہ ہیں۔ چوہدری نذیر احمد خاں نے مرکزی حکومت کے اس بیان کا بھی حوالہ دیا۔ جو ۲۷ر فروری کو جاری کیا گیا تھا۔ اور جس میں بتایا گیا تھا۔ کہ مجلس احرار کسی غیر ملکی طاقت کے اشارے پر ایجی ٹیشن کو آگ کی ہوا دے رہی ہے نیز یہ کہ احرار نے ہمیشہ پاکستان کے تخیل کی مخالفت کی ہے اور وہ اس نوزائیدہ مملکت کو پہلے دن سے ختم کرنا چاہتے ہیں۔ چوہدری نذیر احمد نے اپنی بحث میں کہا کہ مرکزی حکومت کا یہ کیونکہ بہت ہی غیر ذمہ دارانہ ناقابل قیاس اور مضحکہ خیز ہے اس سے خود حکومت کے ارکان کی غفلت ظاہر ہوتی تھی کہ انہیں علم تھا کہ احرار کئی سال سے پاکستان کے خلاف معاندانہ سرگرمیوں میں حصہ لے رہے تھے۔ لیکن حکومت نے نہیں گرفتار کیا۔ چوہدری نذیر احمد نے اپنی بحث کے دوران لاہور کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سید فردوس شاہ کے قتل کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ واقعہ چوک دال گراں کے اس حادثہ کی وجہ سے ہوا جس میں بیان کیا جاتا تھا کہ پولیس نے قرآن مجید کی بے حرمتی کی ہے۔

وکیل نے اپنے دلائل پیش کرتے ہوئے مزید کہا کہ یہ بات قطعاً ناقابل یقین ہے کہ کوئی مسلمان خواہ کسی قسم کا ہو دانستہ طور پر قرآن مجید کی توہین کر سکتا ہے۔ لیکن اس قسم کی افواہ جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ لیکن حکام دوراندیشی سے کام لے کر یہ اندازہ بھی نہ لگا سکے کہ اس افواہ کا اثر امن عامہ کی صورت حالات پر کس قدر خطرناک ہوگا۔ وکیل نے مزید کہا۔ کہ اس حادثہ سے اس تحریک کی پوری تاریخ کا رخ ہی بدل گیا۔ حکام نے عوام کو مائکروفون اور اشتہارات کے ذریعہ حقیقت حالات سے آگاہ کرنے کی بجائے دن کے دس بجے (جب وقت گذر چکا تھا) محض ایک بیان جاری کرنے پر اکتفا کی۔ حالانکہ زہرآلود پراپیگنڈا پھیل چکا تھا۔ اور عوام پوری طرح مشتعل ہو چکے تھے۔ اس پس منظر کے ساتھ وکیل نے بتایا جب فردوس شاہ پہنچا تو لوگوں میں کانا پھوسی شروع ہو گئی کہ یہی وہ پولیس افسر ہے جس نے چوک دالگراں میں قرآن پاک کی توہین کی ہے۔ چنانچہ مشتعل عوام اس پر جھپٹے اور اسے وہیں قتل کر دیا گیا۔ اس قتل کے بعد پولیس نے پنجاب کانسٹیبلری اور سرحدی پولیس کی امداد سے عوام کا قتل عام شروع کر دیا۔ چوہدری نذیر احمد نے مزید کہا کہ اس مرحلے پر پولیس دوست دشمن کی پہچان سے بے نیاز تھی۔ چوک دال گراں میں قرآن پاک کے پھٹے ہوئے اوراق جس شخص نے دکھائے تھے وہ مولوی سلیم اللہ تھا جس سے پولیس نے دوستانہ سا برتاؤ کیا۔ پولیس کی اس اندھا دھند اور دیوانہ وار فائرنگ پر معتوب، احراریوں اور مجلس عمل نے نہیں بلکہ خود سرکاری افسروں اور ممتاز شہریوں نے احتجاج کیا تھا۔ مزید برآں پولیس کی اس دیوانگی کا یہ اثر ہوا کہ ممتاز شہری حکومت کے نظریہ کی تائید اور قیام امن کی اپیل جاری کرنے سے بھی ہچکچانے لگے۔ حکومت کی مشینری میں نقائص پیدا ہو چکے تھے لاء اینڈ آرڈر کے وزیر کی حیثیت سے میاں ممتاز دولتانہ کا فرض تھا کہ وہ افسروں کے درمیان ہم آہنگی اور تعاون کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے۔

انہوں نے پرزور الفاظ میں کہا کہ ذمہ داروں کا رویہ شروع میں آسودہ خاطری کا تھا۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ صورت حال غیر متوقع شکل اختیار کر رہی ہے تو وہ گھبرا گئے۔ ۵ اور ۶ مارچ کو گورنمنٹ ہاؤس انتہائی انتشار اور مایوسی کی تصویر بن گیا تھا۔ جس کی نظیر لاہور کے گذشتہ ۲۰ سال کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ (باقی)

زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔

روزنامہ المصلح کراچی مورخہ ۱۴ تبلیغ ۱۳۳۳ ھش

۷

ایسے سیاستدانوں کا سدباب کرنا چاہیئے جن کی سرگرمیوں سے ملک کو اس حادثے سے دوچار ہونا پڑا

مرکزی حکومت کا اعلان ظاہر کرتا ہے کہ احرار کئی سال سے پاکستان کے خلاف معاندانہ سرگرمیوں میں حصہ لے رہے تھے لیکن حکومت نے انہیں گرفتار نہیں کیا

تحقیقاتی عدالت میں جماعت اسلامی کے وکیل چوہدری نذیر احمد کی بحث

لاہور ۱۸ فروری: فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں چوہدری نذیر احمد نے جماعت اسلامی کی طرف سے بحث کرتے ہوئے آج کہا۔ کہ ملک کے چند سیاسی لیڈر کروڑوں انسانوں کی قسمت سے کھیل رہے تھے۔ مارشل لاء کے اسباب نفاذ پر روشنی ڈالتے ہوئے چوہدری نذیر احمد نے کہا۔ کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں محمد ممتاز خان دولتانہ اور پاکستان کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشیوں میں مصروف تھے۔ خواجہ ناظم الدین نے عدالت میں جو بیان دیا ہے۔ اس کے مطابق احمدیوں کے خلاف مطالبات پر مرکز اور پنجاب میں رسہ کشی شروع ہوئی۔ میاں ممتاز دولتانہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ ناظم الدین علماء کے ہم پیالہ و ہم نوالہ بنے ہوئے تھے۔ میں اس مرحلے پر کسی فریق کو مورد الزام قرار نہیں دینا چاہتا۔ لیکن ضروری ہے۔ کہ ملک کے قانون کو جس کی گرفت بہت مضبوط اور طویل ہے۔ ایسے سیاستدانوں کا سدباب کرنا چاہیئے۔ جن کی سرگرمیوں سے ملک کو اس قومی حادثے سے دوچار ہونا پڑا۔ اور امن خطرے میں پڑا۔ اگر حکومت پنجاب کے وکیل کے نقطۂ خیال کے مطابق میاں ممتاز دولتانہ خطاوار ہیں۔ تو انہیں ان کی شخصیت کا لحاظ کئے بغیر سزا ملنی چاہیئے۔ پولیس کی اندھا دھند فائرنگ سے جو شدید نقصان جان ہوا وہ بھی تصدیق طلب ہے۔

چوہدری نذیر احمد نے عدالت سے درخواست کی کہ موجودہ امیر جماعت اسلامی نے جو تحریری بیان داخل عدالت کیا ہے اس کو اور سابق امیر جماعت مولانا مودودی کی دو تقریروں کو بھی میری بحث میں شامل سمجھا جائے۔ چوہدری نذیر احمد نے کہا کہ مارشل لاء کا نفاذ بہت ہی غیر معمولی حالات میں کیا جاتا ہے۔ پاکستان ایک نوزائیدہ ملک ہے جہاں ابھی روایات مرتب ہو رہی ہیں یہاں ایسے حالات میں جو تقسیم ہند کے وقت ۱۹۴۷ء کے فرقہ وارانہ فسادات سے زیادہ سنگین نہیں تھے۔ مارشل لاء کا نفاذ مناسب نہ تھا۔

اپنی بحث کے ایک مرحلے پر چوہدری نذیر احمد خان نے یہ بھی کہا۔ کہ بعض رجحانات سے گمان ہوتا ہے۔ کہ پاکستان مشرقِ وسطیٰ کے جادۂ سیاست پر گامزن ہے جہاں فوجی آمریت قائم ہوتی رہتی ہے۔

عدالت نے سوال کیا۔ کہ کیا آپ فوجی ڈکٹیٹرشپ کے خلاف ہیں۔ چوہدری صاحب نے جواب دیا کہ میں فوجی آمریت کے خلاف ہوں۔ لاہور میں مارشل لاء ختم ہونے پر میں نے فوج کے اچھے کاموں کی تعریف کی تھی۔ اس موقع پر جماعت اسلامی کے امیر مسٹر سعید ملک نے عدالت سے کہا کہ فوجی ڈکٹیٹرشپ کے متعلق چوہدری نذیر احمد نے جو رائے ظاہر کی ہے۔ وہ ان کی ذاتی رائے ہے۔ جماعت اسلامی کو اس رائے سے واسطہ نہیں۔

چوہدری نذیر احمد نے کہا۔ کہ میاں ممتاز دولتانہ مارشل لاء کے نفاذ کی مخالفت میں حق بجانب تھے۔ انہوں نے اس رائے سے اتفاق ظاہر کیا۔ کہ ایجی ٹیشن ایک ہی رات میں اچانک شروع نہیں ہو گئی تھی۔ بلکہ ہر شخص اس کے اسباب و عمل سے واقف تھا۔ اور تمام متعلقہ پارٹیوں کو معلوم تھا۔ کہ مختلف عناصر کیا کردار ادا کر رہے ہیں۔

چوہدری نذیر احمد خان نے کہا۔ کہ پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان کو علی الاعلان اس قدر گندی گالیاں دی جا رہی تھیں۔ جسے کسی بھی مہذب ملک کی حکومت گوارا نہیں کر سکتی۔ مرکزی کابینہ کے ایک سینئر ممبر کے خلاف سب و شتم کا یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ اور مرکزی کابینہ میں چوہدری ظفر اللہ خان کے کسی رفیق کار یا ملک کے کسی لیڈر نے اس شرمناک حرکت کے خلاف انگلی ہلانے کی زحمت بھی گوارا نہ کی۔ گندے اور غلیظ نعروں سے ملک کے سنجیدہ مزاج لوگوں کو بہت مایوسی ہوئی۔ وہ دیکھ رہے تھے۔ کہ اس قسم کے جلوسوں سے متعلقہ حکام تعرض نہیں کرتے۔ اور نام نہاد مجلس عمل کے کسی رکن نے بھی اس قسم کی حرکتوں کے خلاف کوئی بیان نہیں دیا۔ چوہدری نذیر احمد نے تسلیم کیا کہ احمدیوں نے جب اپنے عقائد کی تبلیغ شروع کی۔ تو صورت حال اور بھی بدتر ہو گئی۔ کیونکہ احمدیوں کے عقائد عام مسلمانوں کے عقائد کے خلاف تھے۔ کراچی کے احمدی جلسے میں چوہدری ظفر اللہ خان کی تقریر نے آگ پر تیل کا کام کیا۔ چوہدری ظفر اللہ خان نے اپنے رفیق کابینہ مسٹر عبدالرب نشتر کے مشورے اور وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کے حکم کو نظر انداز کر کے جلسے میں تقریر کر کے بارود کے ذخیرے کو دیا سلائی دکھا دی۔ چوہدری ظفر اللہ خان کی تقریر بہت ہی غیر مدبرانہ اور نامناسب تھی۔ اس تقریر کا ردعمل یہ ہوا کہ عوام میں جو بیزاری کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اس سے فائدہ اٹھا کر مطالبات کو شد و مد کے ساتھ پیش کرنے کے لئے علماء ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو گئے۔ خواجہ ناظم الدین کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی یہ تھی۔ کہ انہوں نے باوجود اس کے کہ چوہدری ظفر اللہ خان نے ان کے حکم کے خلاف تقریر کی تھی۔ انہیں برطرف نہیں کر دیا۔ حالانکہ ان کی برطرفی کے مطالبے نے عمومی حیثیت اختیار کر لی تھی۔ چوہدری ظفر اللہ خان کی برطرفی کے جواز میں ایک بہت معقول وجہ یہ بھی تھی۔ جیسا کہ خواجہ ناظم الدین نے اپنے بیان میں کہا ہے۔ کہ چوہدری ظفر اللہ خان کو جلسے میں شریک ہونے کے لئے اپنے عہدے سے مستعفی ہو جانا بھی گوارا تھا۔ مرکزی حکومت کیلئے یہ اچھا موقعہ تھا۔ کہ وہ وزیر خارجہ کی علیحدگی منظور کر کے انہیں امریکہ میں پاکستان کا سفیر مقرر کر دیتی جہاں چوہدری صاحب کے احباب ان کا تہ دل سے خیر مقدم کرنے کے لئے موجود تھے۔ انہوں نے اپنی بحث کے دوران اس قسم کی مثالیں پیش کیں۔ کہ عوام کے مطالبہ پر مرکزی وزیروں کو غیر ممالک میں سفیر بنا کر بھیج دیا گیا۔ خواجہ ناظم الدین کوئی درمیانی راستہ تلاش کرنے کیلئے انسانی ذہانت کا ذکر تو بار بار کرتے رہے لیکن انہوں نے خود کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ایک ملک کے وزیر اعظم کو عوام اپنے مطالبات منظور کرنے کے لئے الٹی میٹم دے رہے ہیں لیکن وزیر اعظم یہی کافی سمجھتا ہے کہ اس مسئلہ پر مرکزی کابینہ میں صرف بحث کر لی جائے اور کوئی فیصلہ نہ ہو۔ ایک طرف تو عوام میں چوہدری ظفر اللہ خان کے خلاف بیزاری کا جذبہ بڑھ رہا تھا۔ اور کراچی کے جلسے میں چوہدری ظفر اللہ خان کی تقریر سے صورت حال بدتر ہو رہی تھی۔ دوسری جانب سے خواجہ ناظم الدین نے یوم آزادی کے موقعہ پر جو تقریر کی اس سے بھی لوگوں میں بہت مایوسی ہوئی۔ حکومت پنجاب جانتی تھی۔ کہ امن و قانون کے اس سوال کو طے کرنا ہے۔ لیکن اس دوران اس نے بھی مسئلہ پر بحث کرنے کیلئے اپنی کابینہ کا کوئی جلسہ طلب نہیں کیا۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ عوام سے ان کی حفاظت جان و مال کا جو وعدہ کیا گیا تھا۔ کیا اس کے ایفاء کی یہی صورت تھی؟ چوہدری نذیر احمد نے کہا۔ کہ اس کے لئے یہ افسانہ تراشا گیا کہ اس ایجی ٹیشن کے ذمہ دار احرار اور ان کے وطن دشمن احباب ہیں۔ یہ ذمہ داری سے بچنے کے لئے ایک بھونڈی کوشش ہے۔ چوہدری نذیر احمد نے کہا۔ کہ ۲۶ فروری کو حکومت کی پالیسی میں اچانک نمایاں تبدیلی ہو گئی۔ اور ایجی ٹیشن سے پیدا ہونے والی صورت حال پر غور کرنے کے لئے ایک اعلیٰ کانفرنس کراچی میں طلب کی گئی۔ اسی دوران خواجہ ناظم الدین کو ان کے افسران جنرل موسیٰ۔ کرنل اسکندر مرزا اور مسٹر ابوطالب نقوی نے مطلع کیا۔ کہ وزیر اعظم کی کوٹھی پر پکٹنگ شروع ہونے والی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ ناظم الدین کے سامنے بہت ہی نازک صورت حال کا نقشہ پیش کیا گیا۔ اور وہ بالکل بدل گئے۔ اس سلسلے میں وزارت دفاع کے کرنل اسکندر مرزا مسٹر جی احمد

(باقی دیکھیں صفحہ ۶ پر)

مساویانہ نمائندگی منظور کرانے کیلئے خواجہ ناظم الدین

مغربی پاکستان کے باشندوں کو مذہبی نزاع میں الجھائے رکھنا چاہتے تھے

تحقیقاتی عدالت میں مسٹر دولتانہ کے وکیل مسٹر یعقوب علی کی بحث

گزشتہ سے پیوستہ

لاہور ۱۰ فروری: میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کے وکیل مسٹر یعقوب علی خان نے آج فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں اس بات پر زور دیا کہ خواجہ ناظم الدین نے احمدیوں کے خلاف تنازع کی حوصلہ افزائی کی تھی۔ تاکہ وہ مساویانہ نمائندگی کے لئے اپنی تجویز کو منظور کرا سکیں۔ کیونکہ مغربی پاکستان کے باشندوں کو مذہبی نزاع میں الجھائے رکھیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ تحریک کے دوران میں سابق وزیر اعظم کا طرز عمل اور رویہ ایسا ہی تھا کہ جس سے اس امر کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ وہ تحریک کی مدد سے میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کو وزارت اعلیٰ کے عہدے سے ہٹانا چاہتے تھے جنہیں وہ مساویانہ نمائندگی کی تجویز کی منظوری کے لئے سد راہ تصور کرتے تھے۔

یہ دعویٰ کرتے ہوئے۔ کہ مساویانہ نمائندگی کے مسئلہ پر مسٹر دولتانہ کو ان کی ہٹ دھرمی کی سزا دینے کے لئے خواجہ ناظم الدین نے ایک پیچ دار چال چلی تھی۔ مسٹر دولتانہ کے وکیل نے اس بات پر زور دیا۔ کہ مرکزی حکومت کا ۲۶ اور ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء کی درمیانی شب کا اعلانیہ اس رد عمل کے مکمل علم کے بعد جاری کیا گیا تھا۔ جو لازمی طور پر پنجاب میں ہونے والا تھا انہوں نے تحقیقاتی عدالت میں خواجہ ناظم الدین کی گواہی کا یہ قول نقل کیا۔ کہ نیے فی صدی علماء اگر یہ نہیں۔ کہ احمدیوں کو سنگسار کر دیا جائے۔ تو بس ان کی لیپرہ کی روں گا۔ کیونکہ میں ایک مذہبی آدمی ہوں۔ لیکن یہ اطلاع ملتے ہی کہ ان میں اتفاق رائے نہیں ہے۔ اور کراچی یا مشرقی بنگال میں تحریک کا کوئی امکان نہیں ہے۔ انہوں نے لمحہ توقف کئے ان کے خلاف کارروائی کیلئے نہیں سوچا انہوں نے کہا۔ کہ ۲۹ فروری ۱۹۵۳ء تک خواجہ ناظم الدین یہ چاہتے تھے کہ تمام علماء ان کے حاشیہ بردار رہیں۔ اور یہی تک وہ انہیں متعدد ملاقاتوں کا موقعہ دیتے رہے۔ لیکن جیسے ہی انہوں نے محسوس کیا۔ کہ انہیں کسی مسئلے کا سامنا نہیں کرنا ہوگا۔ انہوں نے تمام علماء کو "سی" کلاس جیلوں میں بند کرنے کا حکم دیدیا

مسٹر دولتانہ کے وکیل نے کہا۔ کہ خواجہ ناظم الدین نے فوراً محسوس کر لیا۔ کہ پنجاب کے باشندوں میں ان کی تحریک کا کیا اثر ہوگا۔ جن میں مطالبات کے متعلق بہت جوش و خروش تھا۔ اور انہوں نے مسٹر دولتانہ کو چھوڑ دیا۔ کہ وہ عوام کے گرداب غیظ و غضب کی لپیٹ میں آ جائیں۔

مسٹر یعقوب علی خان نے کہا کہ خواجہ ناظم الدین سے جب کہا جاتا۔ کہ وہ مطالبات کو منظور یا مسترد کر دیں تو وہ ان میں ایک بات کو بھی ماننے کی راہ میں حائل ہونے والی دشواریاں پیش کر دیتے۔ جب انہیں یہ تجویز پیش کی جاتی۔ کہ انہیں مطالبات منظور کرنے کی راہ کی دشواریوں کی تشریح کر دینی چاہیئے۔ اور موجودہ حالات کے پیش نظر تحریک کے رہنماؤں کو صبر و تحمل کی تلقین کرنی چاہیئے تو وہ یہ جواب دیتے۔ کہ یہ مطالبات کو مسترد کر دینے کے مترادف ہے۔ جو علماء سے براہ راست تصادم کو دعوت دے گا۔

مسٹر دولتانہ کے وکیل نے کہا۔ کہ جب ان کے سامنے یہ تجویز رکھی گئی۔ کہ وہ عوام سے ان دشواریوں کی تشریح کر کے جو مطالبات کی منظوری میں حائل ہیں۔ انہیں اپنا ما فی الضمیر بیان کر دیں تو وہ یہ کہتے۔ کہ ایسا کرنا انہیں ملک کے مذہبی طبقے سے متصادم کر دے گا۔

مسٹر دولتانہ کے وکیل نے کہا۔ کہ جس وقت ملک میں ایسے حالات موجود تھے۔ جن پر قحط زدگی کا گمان ہوتا تھا۔ شدید تر ہوتے ہوئے اقتصادی بحران کے آثار نظر آ رہے تھے۔ بیروزگاری میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اور ملک کا آئین زیر تدوین تھا خواجہ ناظم الدین علماء کی مدد سے اپنی نا اہل حکومت کو مستحکم بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔

انہوں نے کہا کہ علماء ان کے ان وعدوں سے مطمئن تھے۔ کہ قرآن کریم اور سنت نبوی پر مبنی آئین بنایا جائے گا۔ اور انہیں اس کی کوئی فکر نہیں تھی۔ کہ مساویانہ نمائندگی کا فارمولا ایک وحدت پر دوسری وحدت کی حکمرانی کو مستقل بنا دے گا۔

مسٹر دولتانہ کے وکیل نے کہا کہ اگر ۱۹۵۲ء کو مسٹر دولتانہ نے جب احمدیوں کے خلاف مسئلہ پر ان سے تبادلۂ خیالات کیا تو ان کا رویہ یہ تھا کہ احمدی کافر ہیں۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں پر بعض شہری معذوریاں عائد کر دی جاتی ہیں۔ احمدی لوگوں کے عقائد تبدیل کر رہے ہیں۔ اور انہیں شکایت موصول ہوئی ہے۔ کہ بعض احمدی جن میں وزیر خارجہ بھی شامل ہیں۔ اپنی سرکاری حیثیت تبدیلیٔ عقائد کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

آج تیسرے دن اپنے دلائل کا سلسلہ شروع کرنے سے قبل مسٹر یعقوب علی خان نے اپنے کل کے دلائل کی تشریح کرتے ہوئے تحقیقاتی عدالت میں جو مسٹر جسٹس محمد منیر اور مسٹر جسٹس ایم آر کیانی پر مشتمل ہے کہا کہ سرکاری افسروں کے متعلق میرا یہ قول کہ وہ مضامین لکھ رہے تھے۔ فائل پر ایک خاص افسر کے نوٹوں ... کے متعلق تھا،

انہوں نے کہا ... ممکن ہے اپنے انتظامی اقدامات کو جائز ثابت کرنے کے سلسلے میں سرکاری افسروں کا معاملہ بہت مضبوط ہو۔ لیکن تحقیقاتی عدالت میں سرکاری افسروں کی عدم نمائندگی کی وجہ سے ان کا نقطۂ نظر معلوم نہیں ہو سکا۔ مسٹر دولتانہ کے وکیل نے اس بات کی بھی تشریح کی کہ مسلم لیگ کے اختلافات اور ان دشواریوں اور سیاسی مصالح کا ذکر جن کے پیش حکومت نے احرار کے خلاف کوئی سخت کارروائی نہیں کی تھی۔ اس سے ان کی مراد مسٹر دولتانہ کے برسر اقتدار آنے سے پہلے کی حکومت سے تھی

(باقی)

(بقیہ صفحہ ۲ لیڈر)

نمائندہ ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کی صفات کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ پس تمام بنی نوع انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی زندگیوں کو خدا تعالےٰ کی صفات کے مطابق بنائیں اور جس طرح ایک نمائندہ اپنے تمام کاموں میں اپنے موکل کی طرف بار بار متوجہ ہوتا ہے اور ایک غلام ہر نیا قدم اٹھانے سے پہلے اپنے آقا کی طرف دیکھتا ہے۔ اسی طرح انسان کا بھی فرض ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے ساتھ ایسا تعلق پیدا کرے کہ خدا تعالےٰ اس کی ہر دم اور ہر کام میں راہنمائی کرے اور تمام چیزوں میں زیادہ وہ اس کا محبوب ہو۔ اور تمام باتوں میں وہ اس پر توکل کرنے والا ہو۔ اور اسی فرض کو پورا کروانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں آئے ان کا یہ کام تھا کہ وہ دنیادار لوگوں کو دیندار بنائیں، اسلام کی حکومت دلوں پر قائم کریں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پھر اپنے روحانی تخت پر بٹھائیں۔ جس تخت پر سے زمانہ کے شیطانی طاقتیں اندرونی اور بیرونی حملے کر رہی ہیں۔

اس غرض کو پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے کام یہ کیا۔ کہ مسلمانوں کو قشر کی بجائے مغز کی طرف توجہ دلائی اور اس بات پر زور دیا کہ احکام کا ظاہر بھی نہایت ضروری اور اہم ہے لیکن بغیر باطن کی طرف توجہ کرنے کے انسان کوئی ترقی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ نے ایک جماعت قائم کی اور عہد بیعت میں یہ شرط مقرر کی کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ درحقیقت یہی مرض تھی جو مسلمانوں کو گھن کی طرح کھا رہی تھی باوجود اسکے دنیا ان کے ہاتھوں سے چھوٹ چکی تھی۔ پھر بھی دنیا ہی کی طرف ان کی توجہ جاتی تھی۔ اسلام کی ترقی کے معنے ان کے نزدیک بادشاہتوں کا حصول رہ گیا تھا۔ اور اسلام کی کامیابی کے معنے ان کے نزدیک مسلمان کہلانیوالوں کی تعلیم اور ان کی تجارت کی ترقی تھی۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اسلئے نہیں آئے تھے کہ لوگ مسلمان کہلانے لگ جائیں۔ بلکہ آپ لوگوں کو حقیقی مسلمان بنانے آئے تھے۔ جس کی تعریف قرآن کریم نے یہ فرمائی ہے کہ من اسلم وجھہ للّٰہ وہ اپنے سارے وجود کو خدا تعالےٰ کے لئے وقف کر دے اور اپنی دنیوی حاجات کو دینی حاجات کے تابع کر دے۔ بظاہر ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ لیکن حقیقتاً اسلام اور دیگر ادیان میں یہی فرق ہے۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ تم علم حاصل نہ کرو۔ نہ یہ کہتا ہے کہ تم تجارتیں نہ کرو نہ یہ کہتا ہے کہ صنعت و حرفت نہ کرو۔ نہ یہ کہتا ہے کہ تم اپنی مضبوطی کی کوشش نہ کرو۔ وہ صرف انسان کے نقطۂ نگاہ کو بدلتا ہے۔ دنیا میں تمام کاموں کے دو نقطۂ نگاہ ہوتے ہیں۔ ایک قشر سے مغز حاصل کرنیکا نقطۂ نگاہ ہوتا ہے اور ایک مغز سے قشر حاصل کرنیکا نقطۂ نگاہ ہوتا ہے۔ جو شخص قشر سے مغز حاصل کرنے کی امید رکھتا ہے ضروری نہیں کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے۔ بلکہ اکثر وہ ناکام رہتا ہے۔ لیکن جو شخص مغز حاصل کرتا ہے۔ اس کو ساتھ ہی قشر بھی ملجاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع کی تمام جدوجہد دین کے لئے تھی۔ لیکن یہ نہیں کہ وہ دنیوی نعمتوں سے محروم ہوگئے ہوں یہ تو ایک طبعی امر ہے۔ جن لوگوں کو دین ملے گا۔ دنیا لونڈی کی طرح ان کے پیچھے دوڑتی آئے گی۔ لیکن دنیا کے ساتھ دین کا ملنا ضروری نہیں۔ بسا اوقات رہا سہا دین بھی ہاتھوں سے جاتا رہتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انبیاء کے طریق پر چلتے ہوئے خدا تعالےٰ کے حکم سے دین پر زور دینا شروع کیا۔ جس وقت آپ ظاہر ہوئے مسلمانوں میں دو قسم کی تحریکیں جاری تھیں۔ ایک تحریک یہ تھی کہ مسلمان کمزور ہو چکے۔ اس لئے انہیں دنیوی طاقت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دوسری تحریک آپ نے چلائی کہ ہم کو دین کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا اللہ تعالےٰ ہمیں خود بخود دے گا۔

(احمدیت کا پیغام صفحہ ۳۵ تا ۳۸)